اقبال اور دیوتیما

شہیر نیازی

اقبال صرف اردو اور فارسی کا ایک عظیم شاعر ہی نہ تھا بلکہ ایک عظیم مفکر بھی تھا۔ تمام دنیا کا لٹریچر اس کے سامنے تھا۔فلسفہ‘ تاریخ اور مذہب عالم رپ اس کی گہری نظر تھی۔اور اس کے لیے اکثر و بیشتر اشارات و کنایات میں ماضی کی داستانیں اور عقائد بیان کرتا ہوا گزر جاتا ہے اور عام قاری کی تو بات ہی الگ رہی خاص لوگ اور وہ لوگ جو اس کے کلام کی شرح لکھتے ہیں ابھی تک ان بہت سے اشارات کی تاویل نہیں کر سکے جو اقبال نے ماضی کی شخصیتوں اور ان کی خصوصیات کی طرف کیے ہیں۔ان اشاروں مں سے ایک اشارہ دیوتیما کی طرف ہے۔اس سے پہلے کہ میں یہ بتاؤں کہ دیوتیما کون تھی۔اقبال کے اس قطعہ کو میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو اس نے ''عورت'' کے عنوان سے ''ضرب کلیم'' میں قلمبند کیا ہے وہ کہتا ہے:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلہ سے ٹوٹا شرار افلاطوں

میں اس قطعہ کے پہلے اور دوسرے شعر پر کوئی بحث نہیں کروں گا اس لیے کہ

صرف پہلے مصرع کی تشریح اس کرہ ارض پر وجود حضرت آدمؑ کی مکمل داستان ہے۔

اقبال کی نظر میں عورت کا صحیح ترین مقام وہی تھا جو اسے رسول عربیؐ نے بحکم خداوندی عطا کیا تھا اور اسی کے لیے وہ اسے ''آزادی نسواں'' اور ''زمرد کے گلوبند'' کے درمیان توازن برقرار رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ جس شعر کے متعلق مجھے کچھ عرض کرنا ہے وہ چوتھا شعر ہے۔

یعنی مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن

اسی کے شعلہ سے ٹوٹا شرار افلاطوں

اس شعر میں یہ بات قابل غور ہے کہ اقبال نے قول افلاطون کو شرارہ اور اس عورت کے قول کو جو کسی معاملہ میں اس سے زیادہ ماہر تھی ''شعلہ'' قرار دیا ہے۔ یہ عورت دیوتیما تھی۔ اس کا ذکر مکالمات (۲) افلاطون میں موجود ہے اور ایک مکالمہ میں جس کا عنوان ''بزم طرب'' ہے افلاطون نے بڑے ادب واحترام سے اس کا ذکر ایک ایسی شخصیت کی حیثیت سے کیا ہے کہ جو ''فلسفہ عشق'' کی ماہر تھی اور جس کے فلسفہ سے خود افلاطون نے استفادہ کیا ہے۔ اگرچہ مکالمہ سقراط کے نام سے ہے مگر یہ بات سب کو معلوم ہے کہ افلاطون اپنا تمام فلسفہ اپنے استاد سقراط کے نام سے پیش کرتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے ک دیوتیما صرف ایک خیالی شخصیت ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ میں پہلے اس کی زندگی پر روشنی ڈالوں اور پھر اس بات پر کہ اقبال نے اسے اہمیت کیوں دی اور اس ک افلسفہ کیا تھا۔

بدقسمتی سے دیوتیما کی زندگی کے متعلق ہمیں مواد دستیاب نہیں ہے۔ اور لے

دے کے ہم کوصرف افلاطون کے بیان ہی پر اکتفا کرنا پڑتا ہے ۔افلاطون کا کہنا ہے کہ دیو تیما ایک نہایت دانشمند اور پاکیزہ عورت تھی اور اس زمانہ میں ایتھنز سے آئی تھی جب وہاں طاعون کی وبا سے محفوظ رہنے کے لیے قربانی دی جارہی تھی۔ اس عورت نے اپنے عملیات کے ذریعہ ایتھنز کو دس سال تک طاعون سے بچائے رکھا تھا یہ بڑی پہنچی ہوئی عورت تھی اور رموز حسن و عشق سے پوری طرح واقف تھی بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ یہ فلسفہ عشق کی ماہر تھی اس کے فلسفہ کا لب لباب یہ تھا۔

''عشق کوئی دیوتا نہیں ہے بلکہ خالق ومعبود کے درمیان صرف ایک رشتہ ہے ۔ہم ہر حسین چیز سے اس لیے محبت کرتے ہیں کہ دراصل ''حسن فانی'' ''حسن لافانی'' کا ایک عکس ہے ۔حسن ازل خیر ہے تو اس کا عکس بھی خیر ہے ۔اسی لیے انسان چاہتا ہے کہ وہ حسن کو جو خیر ہے حاصل کرے اور خیر کے ذریعہ لافانی ہو جائے ۔انسانی زندگی راحت واذیت سے عبارت ہے ۔فطری طور پر حصول مدعا سے راحت اور محرومی سے اذیت ہوتی ہے ۔یہاں پہنچ کر دیو تیما عشق کو دو مرحلوں میں تقسیم کر دیتی ہے ۔پہلا مرحلہ ''عشق مجازی'' ہے اور دوسرا ''عشق حقیقی'' اہل ظرف اور اہل نظر کے لیے ''عشق مجازی'' ''عشق حقیقی'' کا ایک زینہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ بذات خود کسی مرشد کی نگرانی میں مہمات طے کرتے ہوئے منزل تک پہنچ جاتے ہیں ۔جہاں ان کو ''حسن مطلق'' یعنی ''حسن ذات'' کی جھلک نظر آ جاتی ہے اس ذات کی جھلک جو اول و آخر ہے عروج و زوال اور نشیب و فراز سے مبرا۔اس حسن لا یزال کی صرف ایک جھلک تمام دنیا سے بے نیاز کر دیتی ہے

اور وہ تمام دکھ جو اس منزل تک پہنچنے کے لیے اٹھائے ہوتے ہیں ایک ہی لمحہ میں حرف غلط بن جاتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو بدنصیب ہیں۔ صرف ''عشق مجازی'' کی ابتدائی منزلوں میں اپنی حماقت کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی روحانی زندگی سچی خوشی اور راحت سے یکسر خالی رہ جاتی ہے''۔

موجودہ دور میں جب کہ پاکستانی عورت مشرقی و مغربی تہذیب کے ٹکراؤ کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ رسول اللہ کا فرمان خیر الامور وسطہا یعنی سب سے اچھا راستہ درمیانی یعنی اعتدال کا راستہ ہے۔ مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں اس مضمون کو اقبال کے ان اشعار پر ختم کرتا ہوں جو اس نے ''عورت اور تعلیم'' (۳) کے عنوان سے کہے تھے:

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ اموومت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

۳۔ ضرب کلیم صفحہ ۹۶